Yashoda Girls' Arts & Commerce College, Nagpur

Department of Urdu

Assignment

Session: 2017 – 2018

YASHODA GIRLS'ARTS & COMMERCE COLLEGE

SNEH NAGAR NAGPUR

ASSIGNMENT

NAME :-	Aafreen Jahan Jibrail Khan
TOPIC :-	آدمی نامہ - قومی نظمیں
ROLL NO :-	
SUBJECT :-	Urdu com
GROUP :-	
CLASS :-	B.A II
DATE :-	2017 - 18
SUP TEACHAR :-	Dr. Sameera Momin

PRINCIPAL SIGNATURE

Principal
Yashoda Girls Arts & Commerce
College,Sneh Nagar,Nagpur-15

آدمی نامہ ـ قومی نظمیں

اردو ادب میں مزاح نگاری اور ظرافت کو ایک خاص مقام
حاصل ہے دنیا کی ہر ترقی یافتہ ادب میں طنز و ظرافت اور
شوخی کا عنصر کسی نہ کسی صورت میں موجود ہوتا ہے۔ مضمون
میں فلسفیانہ بحث، خشک اور روکھی عبارت بوجھل ہوتی
محسوس لگتی پڑھنے والوں کو جلد اکتا دیتی ہے چونکہ
انسان سماج کا ایک حصہ ہے۔ جس کو کئی مسئلوں کا سامنا
کرنا پڑتا ہے غم و خوشی، راحت و مصیبت، غربت و امارت
امیری غریبی آج کے انسان کو اور تنہا بھی کر رہے ہیں لہٰذا
وہ اپنی حیرت، الجھن، پریشانی کو جلد دلداری سے باہر
نکالنے کے لئے سوچتا ہے مصروف رہتا ہے تاکہ ظرافت
اور مزاح کے ذریعہ وقت سے غم و آلام کی آگ کو بجھا سکے۔ اسلئے
مصروف انسان ہنسنے کا موقع ڈھونڈتا رہتا ہے اور اس
کے لئے ہر با شعور انسان ادب میں مزاح کو ڈھونڈتا ہے
تاکہ معاشرہ کی بگڑی ہوئی خرابیوں کو ہنستے ہنساتے
عوام کو ان کی اصلاح اور سدھار کا احساس دلایا جاسکے
اسلئے اردو ادب کے بیشتر ادیبوں نے طنز و مزاح کو چاشنی
دے کر اردو ادب کو مالا مال کیا۔ ان کوششوں میں
مشتاق یوسفی، ناظم، کنہیا لال کپور، راجندر سنگھ
بیدی، شوکت تھانوی اور رشید احمد صدیقی کا نام
لیا جا سکتا ہے

مگر ان میں سب سے اہم اور موجودہ دور کے طنز و مزاح
کے اہم ڈاکٹر محسن حسین کا نام سر فہرست ہے۔ ان کے
محسن حسین ۶ ستمبر ۱۹۴۶ء عثمان آباد مہاراشٹرا میں پیدا ہوئے
ابتدائی تعلیم عثمان آباد اور بمبئی میں حاصل کی۔ اس کے
بعد ایک معمولی سی ملازمت کے لیے جالنہ آباد میں منتقل
ہو گئے۔ جالنہ آباد میں منتقل ہوتے ہی ان کے اندر کا جو
ہنر کھلنے لگا ملازمت کے ساتھ ساتھ روزنامہ سیاست
سے وابستگی اختیار کی اور اپنا مستقل فن کے روح رواں
ہو گئے۔ اس کے علاوہ اردو کے اکثر معیاری رسائل
و جرائد میں ان کے طنز و مزاح مضامین شائع ہوتے
رہتے ہیں۔ محسن حسین کے طنز نگاری میں ماحول
معاشرہ اور رسم و رواج کے علاوہ موجودہ سیاست
کے بھی وہ ول پلک کا صراف دکھائی دیتا ہے لفظوں کے
پیکر بنانے کے ماہر وہ تحریر سے ایک نئی کائنات پیدا
کرنے میں کامیاب طنز و مزاح کے امام ہیں۔ سادہ اور
رواں الفاظ سے ہنسنے ہنسانے اور غور کرنے کا موقع
فراہم کرنا ان کی تحریر کی نمایاں خوبی ہے۔ ان کے نثر
میں لہجہ یا فکری جولانی کے بجائے طنز کا دریا بہتا ہے
ان کی شگفتہ تحریریں خوشگوار اثر کی حامل نمایاں کر ہیں بر تعلیم کے لیے
ان کے مزاج کی خوبی یہ ہے کہ اپنی تحریر میں ہنسانے کی
کوشش کے ساتھ ساتھ واقعات کا سلسلہ اور کردار نگاری
بھی اس طرح کرتے ہیں کہ قاری کی خود بخود ہنسی آ جاتی ہے

ان کے ہاں مزاح کا مقصد محض ہنسی ہنسانا نہیں ہوتا
بلکہ یہ کسی شخص کی کمزوری پر اصلاح کا ذریعہ ہوتا ہے
وہ جانتے ہیں کہ کمزوری ہر انسان میں ہوتی ہے۔ لہذا
اس پر طنز ڈالنے کے بجائے اس واقعے کو اس طرح تحریر
کرجاتے ہیں کہ پڑھنے والے کے دل میں اس کے لیے ایک
ہمدردی کا پہلو پیدا ہوجاتا ہے

خوبیاں ان کی سادہ دلچسپ مزاح اور رواں ہے
چھوٹے چھوٹے جملے تحریر کرتے ہیں۔ معمولی بات میں
شگفتگی پیدا کرنا انہی کا کمال ہے تشبیہات سے گریز کرتے
ہیں ان کی عبارت میں شوخی شگفتگی روانی اور بے
ساختہ پن نمایاں ہے سیدھی سادھی باتوں سے مزاح پیدا
کرنا لفظوں کے الٹ پھیر سے جملے بنانا۔ اور خود کو
مذاق کا موضوع بنا کر پیش کرنا ان کی خاص انداز
ہے وہ زندگی کی چھوٹی چھوٹی سچائیوں پر بھی نظر رکھتے
ہیں۔ اور اپنے پڑھنے والوں کو خوب ہنساتے ہیں۔ ان
کی ظرافت کا سرچشمہ ان کی ذہانت اور خوش طبعی ہے
چنانچہ مجتبیٰ حسین اپنی تحریر کے بارے میں خود لکھتے ہیں

مزاح زندگی کی محرومیوں سے پیدا ہوتا۔ محرومیاں
اکثر انسان کو مریض بنا دیتی ہے۔ اس قسم کا انسان
طنز نگار بن جاتا ہے۔ ہر طرف کمتر ناک نظر آنے لگتا ہے

اور یہیں پیدائش، محمود وصی د کا انتقام لیتا ہے مزاح نگار
کی زندگی کرب و مجبوری کا شکار رہی پہلا لقمہ ۱۰ دس
سے صفر ایکس کر آمد کرلیتا ہے۔ اور پھر روٹیں بے دلانی
تقسیم کرتا جا رہا ہے کہ روٹی لپیٹ رہے کو گھروں کا بچہ بن سے
جاتے اور وہ اپنے ہمدردوں میں تازہ آکسیجن بھر کر
زندگی کی جدوجہد میں پھر سے شامل ہو جاتے

مجتبیٰ حسین اردو کی طنز و مزاح میں ادب کا
جائزہ لیتا ہوں تو صاف نامہ، شگوفہ، عید اردو کا مزاح میں منفرد
میں شائع ہو چکے ہیں اس کے ۱۱۰۰۱ کی تصانیف میں
لکھے ہر طرف وقفہ مختصر ہر حال۔ بالآخر یا ان جلد، آدمی
نامہ اور قطع کلام وغیرہ کا چیک کر ہیں مجتبیٰ حسین کی طنز و مزاح
کی ادبی وقار کا جائزہ لینے کے لیے آدمی نامہ میں
مجتبیٰ حسین سمیع اللہ کلیم کا خاکہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے
ہیں

کلیم صاحب کو خود بھی اپنے لمیسو کے متعلق
کچھ خوش فہمیاں اور کچھ غلط فہمیاں ہیں۔ خوش
فہمی کا یہ عالم ہے کہ اب وہ قطعہ کتاب الداخلہ کے بچے
سے گزارنا ہے لہٰذا اپنے سر اعتراض کو خود ہی سہے سر پر
رکھ لیتے ہیں۔ اور غلط فہمی کا یہ عالم ہے کہ جب لکھنے
کے گھر میں پانچ منٹ ٹہل والی چارپائی پر سو جاتے
پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ کبھی پوچھا نہیں کہ ناوقت

کسے حساب سے ان کا فوکس ہے۔ تاہم ایک بار کی شدید
گرمی میں دہلی آئے اور میں نے دہلی کے موسم کے بارے میں
کی رائے پوچھی تو دہلی والے بننے تک موسم کو برا بھلا کہا ہے
البتہ گرمیوں اور سردی کے آس پاس کے موسم خاص خوشگوار
ہے یا جنوری فروری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ جنوری
فروری کو کون نہیں کرتا پسند ہوئی ہمیں اپنے آپ کو بہت
اچھی طرح جانتے ہیں مجھی تو خود کو مجبور کا اندازہ کرتے
ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں لیکن نہ آئے تو نہیں دیکھ لیجیے۔ ۹۰
سرقہ باجوئی کے ادیب ہیں

اب آخر میں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ
مجتبیٰ حسین طنز و مزاح میں اپنے خاندان کے واحد چشم و
چراغ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں ان کے برادر بزرگ ابراہیم
جلیس بھی اپنا نام پیدا کر چکے ہیں بلکہ وہ برادر کلاں سے
روشن حاصل کر لینے کے لیے طنز و مزاح میں اپنی قوت
کھپا رہے ہیں۔ اور اس بات بھی نہیں کہ برادر خورد
کا نام غالب۔ تو برادر کلاں کی پہچان ہی ختم ہو جائے
ابراہیم جلیس اور مجتبیٰ حسین دونوں نے طنز و مزاح
میں اعزاز و امتیاز حاصل کیا۔ مجتبیٰ حسین میلا اشرف کے
ایک چھوٹے سے گاؤں سے اٹھ کر دنیائے طنز و مزاح میں
حکومت کرتے ہوئے آج بھی مرکزی حکومت دہلی کے
ایک بڑے عہدے پر فائز ہو کر اپنی ملازمت سے

سبکدوشی حاصل کرنے کے بعد دنیائے ادب
میں اپنا سکّہ جمائے ہوئے ہیں۔ اور اس کو آگے
بڑھا رہے ہیں

اللہ کرے زورِ قلم اور بھی زیادہ

آخر میں ایک بات میں یہ عرض کرنا چاہوں گا
کہ مجتبیٰ حسین کی تصنیف "آدمی نامہ" میں پندرہ
اس شخصیتوں کے خاکے پیش کئے گئے ہیں کہ ہر ایک
ہمارے لئے رہبر زندگی بن سکتے ہیں۔ ان پندرہ خاکوں
کو پڑھ کر دل کو بڑی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ اس
میں طنز کی ذرہ برابر بھی بے دردی نہیں ملتی۔ اور
اس مسرت آمیزی کے سبب میں مجتبیٰ حسین ایک
فنکار ہیں۔ مجھے افسوس ہے "آدمی نامہ" میں
سولہویں شخص کیلئے جگہ محفوظ نہیں رکھی گئی ہے۔ اصل
میں وہ جگہ بحیثیت مزاحیہ آدمی" خود مجتبیٰ حسین
صاحب کی ہونی چاہئے مجتبیٰ حسین کی مزاح نگاری واقعی
ان کی شخصیت کا پرتو ہے

Dr. [signature]

Principal
Girls Arts & Commerce
College, Shah Nagar, Nagpur-15

Yashoda Girls' Arts & Commerce College, Nagpur

Department of Urdu Literature

Assignment

Session: 2017 – 2018

Page No. Date / /20

YASHODA GIRLS' ARTS AND COMMERCE COLLEGE

Name :- Nida Fatema

Class : B.A I^st^ year

Subject :- Urdu literature

Subject teacher :- Dr. Sameera Momin

2017 - 18

Principal

SEAL

Shree Radhe

Name of Practical

راجندر سنگھ بیدی

پیدائش :-

نام :- راجندر سنگھ بیدی

پیدائش :- یکم ستمبر ۱۹۱۵ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔

وفات :- ۱۱ نومبر ۱۹۸۴ء ممبئی۔

افسانوی مجموعے :- دانہ و دام، گرہن، کوکھ جلی، اپنے دکھ مجھے دے دو، ہاتھ ہمارے قلم ہوئے، مکتی بودھ۔

راجندر سنگھ بیدی کا شمار اردو کے افسانہ نگاروں کے چار ستونوں میں ہوتا ہے جن پر اردو افسانوں کی حسین عمارت کھڑی ہے۔ انہیں ترقی پسند نسل کا سب سے بڑا افسانہ نگار کہا گیا ہے۔ وہ ایک صاحب طرز ادیب تھے۔

SEAL

بیدی نے ۱۹۳۲ میں اپنی ادبی زندگی کا آغاز کیا۔ شروع میں وہ محسن لاہوری کے قلمی نام سے انگریزی اور اردو میں نظمیں اور افسانے لکھتے

BHAGWATI
PAGE NO.:
DATE:

Name of Practical

لکھتے رہے۔ دکھ و سکھ ان کا پہلا افسانہ ہے جو محسن
لاہوری کے بجائے راجندر سنگھ بیدی کے نام سے شائع
ہوا۔ بیدی نے فلموں کے لیے مکالمے بھی لکھے۔ اور
سازوں بھی کی۔ بیدی کے افسانوں کی انفرادیت یہ ہے
کہ ان کے افسانے پہ آگے اور بلا لفظ، معنوی قرأتش
پر اترتے چلے جاتے ہیں۔ خواہ مخواہ کی ملمع سازی ان کے
افسانوں میں نہیں ہوتی ہے۔ متوسط درجے کا معاشرہ
بالخصوص ہندوستان کے متوسط اور نچلے طبقے کی ہندو-
ستانی عورت کے جذبات و احساسات کی تصویر کشی
بیدی کا آرٹ ہے۔

بیدی لاہور میں پیدا ہوئے اور ممبئی
میں ان کا انتقال ہوا۔

SEAL

Teacher's Signature ....

راجندر سنگھ بیدی

حالاتِ زندگی

ہند و پاک کے چند بلند پایہ افسانہ نگاروں میں بیدی کا شمار ہے۔ وہ نفسیات انسانی کے نباض ہیں۔ زندگی کی چھوٹی چھوٹی حقیقتیں ان کے افسانوں کا موضوع بنتی ہیں۔

بیدی کی جذباتیت میں خطیبانہ جوش کی جگہ ایک ہمدردانہ انسان کی سی نرمی اور درد مندی اور شائستگی کی گھلاوٹ ہے۔ ان کے افسانوں میں سب سے زیادہ جھلک پہلو اور گھما گھمی ان کے کرداروں کی ہوا کی ہوتی ہے اپنے ان کے کرداروں میں تحلیل اور ان کا نفسیاتی تجزیہ پس منظر میں ہے زندگی بھی ان کے موضوع اور فنی مزاج ہیں۔ بیدی نے نئی تشبیہیں نئے استعارے اور نئے کنائے وضع کیے ہیں۔ ان کے افسانوں کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ بیدی کا انتقال ۱۱ نومبر ۱۹۸۴ء کو ہوا۔

ان کی پڑھائی لکھائی کی ابتدا ٹھیک طرح سے ہوئی، زیادہ تر گھر ہی میں پڑھا، جس کی ہی سے محنت اختیار کی اور مشتمل ہو کر آپ کی والدہ جی ان کی ولادت کے بعد سے بیمار رہنے لگیں، ماں کے پاس بیٹھ کر جیسی میں گیت سنتے آپ مقدس گرنتھ کے قصوں سے دلچسپی لینے، آپ کے والد کلیل بیدی کی شوقین ہر لائن کو ایک پیسہ روزینہ دیتے کہ اپنے ہم بازار سے ہوتی ہے کوئی کتاب لائے اور ان سے قریب بیٹھ کر سنا کرتے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیدی کو خود بخود کتابوں اور قصوں سے دلچسپی ہو گئی چنانچہ اسکول جانے کی عمر تک پہنچتے پہنچتے قصہ اور قصہ نویسوں سے کافی واقف ہو گئے، کتب بینی سے وہ دلچسپی ہوئی کہ ان کے چاہنے ایک اسٹیم پریس خریدا

SE/ R.E.

ہائی اسکول تک پانچ جونیئر اور کنا ابیل ایڈوکالس۔ پھر میٹرک کا امتحان
پاس کر کے کالج میں داخلہ لے لیا۔ طالب علم کے زمانے ہی میں لکھنے
لکھنے اور افسانہ لکھنے کا شوق ہوا۔ ہنوز تعلیم سے پوری طرح فراغت
نہ ہوئی تھی کہ ماں کا انتقال ہو گیا۔ والد نے ایسا مجبور کیا کہ
ڈاک خانہ کی ملازمت کرنی پڑی۔ ۹ سال تک یہ ملازمت رہی
پھر ریڈیو میں ملازمت مل گئی یہ سلسلہ اچھا چل رہا تھا کہ
ملک کا بٹوارہ ہو گیا اور یہ بہ ہزار دقت بڑی مشکل سے دہلی پہنچے
بعد میں جموں ریڈیو سٹیشن کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہو گئے
مگر وہاں زیادہ دیر نہ رہ سکے بمبئی چلے آئے یہاں پہنچ کر بمبئی
سے زیادہ افسانہ نویسی بڑی مقبولیت کا اندازہ کر کے فلم
کمپنیوں نے موصوف کو مکالمہ نویسی کے لیے منتخب کیا۔ یہ
مشغلہ ابھی تک جاری ہے۔ اور آپ کا مستقل قیام اب بمبئی ہی
ہے۔

بیدی کے افسانے تقریباً سبھی حلقوں میں مقبول
ہیں لیکن بعض حلقوں میں انھیں پسند کیا جاتا ہے جہاں
تک ادبی عقیدت کا تعلق ہے بیدی خالص ترقی پسند ہیں
لیکن اس تحریک سے میں انھوں نے کبھی انتہا پسندی کی راہ
اختیار نہیں کی۔

تصانیف ⭐...

بیدی کے افسانوں میں جو چیز بہت نمایاں ہے وہ ان کی گہری جذباتیت ہے لیکن یہ جذباتیت سستی اور بے روح نہیں بلکہ کا تسلسل بخشش اور کسی حد تک معاشرہ کی ذہنی ابتری کی تصویر ہے یہ جذباتیت انسانی ہمدردی اور کائناتی مفاد میں تبدیل ہو کر پڑھنے والوں کو اپنا ہم خیال بنا لیتی ہے۔

بیدی نے افسانوں کا مواد گھر دو لوگوں کی زندگی سے حاصل کیا ہے۔ معمولی واقعات، زندگی کی مختلف کشمکش، ازدواجی زندگی کی پیچیدگیاں، معاشی الجھنیں، یہی موضوعات ان کے افسانوں میں رنگ بھرتے ہیں اور ان تمام خشک، بے رنگ اور معمولی باتوں کو بیدی اس دلچسپی اور دلکشی سے پیش کرتے ہیں کہ پڑھنے والا ان کی جادو بیانی میں مسحور ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ زندگی بار گراں کے بجائے ایک ایسا خوشنما سمندر معلوم ہوتا ہے جس کی موجیں خوف ناک ہوتے ہوئے بھی ہمیں اپنی طرف کھینچتی جاتی ہیں اور ہم خوشی خوشی ان کی آغوش میں خود کو ڈال دیتے ہیں۔

بیدی کے افسانوں کا پس منظر، فطرت نگاری نہیں بلکہ ایک خاص قسم کے رنگین تخیل سے ابھرتا ہے جو کرداروں کی تحلیل، ان کی تکمیل میں خاص مدد دیتی ہے۔ فطرت کا سہارا انہیں کہیں انفرادی طور پر تو حاصل مل جاتے لیکن ہم اس کے بہاؤ میں اصل قصہ کو چھوڑ کر کہیں نہیں بہتے۔ کردار کی عملی اور متحرک مثالیں ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور تخیل کی ادا باؤ میں لے لیتی ہیں، اور اس طرح واقعات کی تہہ میں چھپی ہوئی حقیقتیں سامنے آ کر غالباً باتوں کو پس پشت ڈال دیتی ہیں۔

Dr. [illegible]

SEAL

Principal
Rathodr Girls Arts & Commerce
College, Sneh Nagar, Nagpur-15

R.E.